ث

ث ب ت

ثَبَتَ ۔ ثابت رہنا۔ ایک حالت پر جمے رہنا ۔ اَلثَّبْتُ مِنَ الْخَیْلِ ۔ اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو ایک رفتار پر دوڑتا چلا جائے۔ اَلثَّبِیْتَاتُ ۔ وہ تسمہ جس سے کجاوہ کو باندھ کر جمایا جائے ۔ اور ایسے کجاوہ کو (جسے اس تسمہ سے باندھا جائے) اَلْمُثَبَّتُ کہتے ہیں* ۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی دوام شے کے ہوتے ہیں۔ سورۃ رعد میں اِثْبَات بمقابلہ مَحْو (مٹا دینا) آیا ہے (۱۳/۳۹) اور سورۃ ابراہیم میں یُثَبِّتُ بمقابلہ یُضِلُّ (۱۴/۲۷) ۔ لہذا اس کے معنی ہوئے، جو رائگاں نہ جائے بلکہ نتیجہ خیز اور بارآور ہو۔ جو مٹے نہیں، اپنی جگہ نہ چھوڑے بلکہ قائم و دائم رہے ۔ اَلْقَوْلُ الثَّابِتُ (۱۴/۲۷) محکم نظریہ حیات ۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ (۱۴/۲۴) ۔ جس کی جڑیں مضبوط جمی ہوں ۔ اس کے مقابلہ میں ہے، ایسا درخت اُجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ (۱۴/۲۶) جسے زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اور اسے کچھ بھی قرار نہ ہو۔ سورۃ نحل میں ثُبُوْتٌ بمقابلہ تَزِلُّ آیا ہے ۔ یعنی لغزش نہ کرنا اور جمے رہنا (۱۶/۹۴) ۔ اور سورۃ بنی اسرائیل میں بمقابلہ تَرْکَنُ (۱۷/۷۴) ۔ یعنی ذرا نہ جھکنا ۔ قطعاً مائل نہ ہونا ۔ یعنی وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (۸/۱۱) ۔ سورۃ نساء میں ہے وَ اَشَدَّ تَثْبِیْتًا (۴/۶۶) استحکام دینے میں زیادہ مضبوط دَاءٌ ثُبَاتٌ ۔ وہ بیماری جو انسان کو حرکت کرنے کے قابل نہ چھوڑے* ۔ اس اعتبار سے اَثْبَتَ کے معنی ہوتے ہیں کسی کو قید کر دینا یا ایسا کر دینا کہ وہ نقل و حرکت کے قابل نہ رہے ۔ سورۃ انفال میں لِیُثْبِتُوْكَ (۸/۳۰) کے یہی معنے ہیں ۔

جماعت مومنین کی خصوصیت یہ ہے کہ خدا کے عطا کردہ محکم نظریہ حیات (قرآن) پر جم کر کھڑی رہے اور اس پر عمل پیرا ہو کر اتنی قوت پیدا کرے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے اس کے مقام سے ہلا نہ سکے۔

---

* تاج و محیط ۔ راغب ۔

ث ب ر

اَلثَّبْرُ - روکنا - کسی بات سے منع کرنا - مَاثَبَرَکَ عَنْ هٰذَا - تمہیں کس چیز نے اس بات سے روک دیا*- ابن فارس نے کہا ہے کہ اَلثَّبْرَةُ اس مٹی کو کہتے ہیں جو چونے سے مشابہ ہوتی ہے اور جب کھجور کی جڑ اس مٹی تک پہنچ جاتی ہے تو اسکی نشوونما رک جاتی ہے - اس سے اس کے معنی واضح ہو جاتے ہیں - اَلثَّبْرُ - نامراد و ناکام کرنا - خوشگواریوں سے محروم کر دینا - چنانچہ اَلْمُثَبَّرُ اس شخص کو کہتے ہیں جس پر جرم کی وجہ سے حد (سزا) لگ چکی ہو اور وہ اسطرح آزادی سے محروم کر دیا گیا ہو** - اَلْمَثْبِرُ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں اونٹ ذبح کیا جائے - اس اعتبار سے اَلثُّبُوْرُ - ہلاکت اور مسلسل تباہی کو کہتے ہیں*- دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ($\frac{۲۵}{۱۳}$) - "وہ وہاں ہلاکت کو پکارینگے" - مَثْبُوْرٌ - نامراد و ناکام - ہلاک شدہ - ناقص العقل - محروم* - اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ($\frac{۱۷}{۱۰۲}$) "اے فرعون! میں دیکھتا ہوں کہ تجھ میں عقل کی کمی ہے" - ثَبَرَ فُلَانٌ - فلاں آدمی ہلاک ہوگیا یا اسکی نشو و نما رک گئی - قرآن کی رو سے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے - (دیکھئے عنوان ج - ح - م)

ث ب ط

ثَبَّطَهُ عَنِ الْاَمْرِ - اسکو کسی بات سے روک دیا اور دوسرے کام میں لگا دیا - دیر کرا دی - قرآن کریم میں ہے فَثَبَّطَهُمْ ($\frac{۹}{۴۶}$) - "سو انہیں روک دیا" - تَثْبِيْطٌ کے معنی ہیں کسی آدمی کو اس کام سے روک دینا جو وہ کر رہا ہو - بعض نے کہا ہے کہ اسکے معنے ہیں آدمی اور اسکے ارادوں کے درمیان حائل ہو جانا - اَلثَّبِطُ اسے کہتے ہیں جو اپنے کام میں سست اناڑی اور کمزور ہو - جو دیر سے حرکت کرے***-

ث ب ی

اَلتَّثْبِيَةُ - ڈھیر ڈھیر جمع کرنا - کسی معاملہ پر جم جانا اور مستقل مزاجی سے لگے رہنا - بار بار اپنے قبیلہ کی تعریف کرنا - متفرق خوبیوں کو بیان کرنا - چیز کی اصلاح کرنا اور اس میں اضافہ کر دینا - مکمل کر دینا -

* تاج و محیط و راغب - ** تاج - *** تاج و محیط

پورا کر دینا - تعظیم کرنا - آدمی کا اپنے باپ کی سیرت پر چلنا - خیر اور شر کو جمع کر لینا - بہت زیادہ ملامت اور نکتہ چینی کرنا - ثَبَّیْتُ الْمَالَ - میں نے مال کو جمع کر دیا - مَالٌ مُثَبًّی - جمع کیا ہوا مال - اَلثَّبِیُّ - لوگوں کی بہت تعریفیں کرنے والا - اَلثُّبَةُ - حوض کا درمیانی حصہ - لوگوں کی جماعت - سواروں کا دستہ - جَاءَتِ الْخَیْلُ ثُبَاتٍ - گھوڑے ٹکڑی ٹکڑی آئے - ابن جنّی نے کہا ہے کہ ثُبَةٌ کے آخر سے واؤ گرا ہوا ہے - (جیسا کہ آبٌ - آخٌ اور سَنَةٌ اور عِضَةٌ وغیرہ میں ہے) ابن بری نے کہا ہے کہ محققین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے کہ اسکی اصل ثُبْوَةٌ تھی - ابو اسحٰق نے کہا ہے کہ یہ ثَابَ اَلْمَاءُ یَثُوْبُ سے مشتق ہے - جوہری نے کہا ہے کہ ثُبَةٌ وسط حوض کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو جاتا ہے - اور آخر کی ہاء (یا تاء مربوطہ) درمیانی واؤ کے عوض میں ہے - (اس صورت میں اس کا مادہ ث - و - ب ہوگا - لیکن) راغب نے کہا ہے کہ اس کے آخر میں سے ایک یاء محذوف ہے اور اس کا مادہ ثَبْیٌ ہے* -

ثَبَی الشَّیْیءَ یَثْبِیْهِ ثَبْیاً - چیز کو جمع کرنا - بڑا کرنا - درست کرنا - اس میں اضافہ کرنا - مکمل کرنا - قرآن کریم میں ہے فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعاً (۴/۷۱) - اس میں ثُبَاتٍ جمع ہے ثُبَةٌ کی جس کے معنے ایک الگ جماعت کے ہوتے ہیں - اس کے مقابلہ میں جَمِیْعاً آیا ہے - یعنی تم الگ، گروہ گروہ ہو کر نکلو یا سب کے سب اکٹھے - اس کی جمع ثُبَاتٍ اور ثُبُوْنَ ثِبِیْنَ آتی ہے - اس میں آخری یاء محذوف ہے** - (نیز دیکھئے عنوان ث - و - ب) -

ث ج ج

ثَجَّ الْمَاءُ - یَثُجُّ - ثُجُوْجاً - پانی کا بہنا - زور سے گرنا - اِنْثَجَّ - پانی گر گیا - اَلثَّجَّاجُ مِنَ الْمَطَرِ - زور سے برسنے والی موسلا دھار بارش*** - قرآن کریم میں ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجاً (۷۸/۱۴) - ''ہم نے بادلوں سے زور سے برسنے والا پانی اتارا'' -

ث خ ن

ثَخُنَ - یَثْخُنُ - کسی چیز کا موٹا کثیف اور گاڑھا ہو جانا ، اسطرح کہ وہ بہ نہ سکے - اَثْخَنَ فِی الْعَدُوِّ - اسنے دشمنوں کو بہت زیادہ قتل

* تاج - ** راغب - *** تاج و محیط و ابن فارس -

اور زخمی کیا ۔ اِسْتَثْخَنَ مِنْهُ النَّوْمُ ۔ نیند اس پر غالب آگئی ۔اَثْخَنَ ۔ وہ غالب آ گیا ۔ اس نے تسلط پا لیا* ۔

سورۃ انفال میں ہے حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ (۸/۶۷) ۔ ''جب تک وہ تمام دشمنوں پر غالب نہ آ جائے'' ۔ اور انہیں انکی مخالفانہ کارروائیاں جاری رکھنے سے نہ روک دے ۔ سورۃ محمد میں ہے حَتّٰی اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ (۴/۴۷) ''جب تم انہیں مغلوب کر لو'' ۔

دراصل ثَخَنَ کے بنیادی معنی ہوتے ہیں کسی چیز کا اسقدر بھاری (یا (بوجھل) ہو جانا کہ وہ اسکی وجہ سے حرکت نہ کرسکے ۔ (ابن فارس)۔ چونکہ مغلوب یا مقتول اپنے مقام سے حرکت نہیں کرسکتا اس لئے اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے ۔ اس کے معنی ہونگے اس قسم کا غلبہ جو دشمن کو بے حس وحرکت اور بے دست و پا کردے اور اس طرح وہ مخالفت کے قابل نہ رہے۔ چنانچہ ثَخِیْنٌ اس آدمی کو کہتے ہیں جس کے پاس کوئی ھتھیار نہ ہو** ۔ محیط میں لکھا ہے کہ ثَخِیْنٌ کے معنے ھتھیار بند ہیں۔ ممکن ہے کہ اپنی اصل کے لحاظ سے اس لفظ میں یہ دونوں معنی پیدا ہوگئے ہوں ۔ اس لئے کہ جس طرح ھتھیار بند اسلحہ کے بوجھ اور بندش کی وجہ سے آزاد نہیں رہتا اور پوری طرح تیزی سے حرکت نہیں کرسکتا ، اسی طرح نہتا بھی خوف کے باعث آزاد نہیں رہتا اور اسکی حرکت میں کمی آ جاتی ہے ۔

ث ر ب

ثَرْبٌ پتلی باریک چربی جو انتڑیوں کے ساتھ ھوتی ہے ۔ تَثْرِیْبٌ ۔ اس چربی کا ازالہ کر دینا ۔ اسے وہاں سے ھٹا دینا ۔ ثَرَّبَ الثَّوْبَ اسنے کپڑے کو لپیٹ دیا۔ ثَرَّبَهٗ وعَلَیْهِ یُثَرِّبُ تَثْرِیْبًا ۔ اسے اسکی غلطی پر عار دلانا یا ملامت کرنا ۔ زجروتوبیخ کرنا ۔ سرزنش کرنا*** ۔ سورۃ یوسف میں ہے ۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ (۱۲/۹۲) ۔ ''تم پر آج کوئی ملامت نہیں'' ۔ میں تمہیں زجروتوبیخ اور سرزنش نہیں کرتا ۔ تمہیں معافی ہے پچھلی لغزشوں پر، اور آئندہ تمہیں عار نہیں دلائی جائیگی ۔

یَثْرِبُ ۔ مدینہ منورہ کا قدیمی نام ہے*** ۔ قرآن کریم میں ہے یٰۤاَھْلَ یَثْرِبَ ۔ ''اے یثرب کے رہنے والو'' ۔ (۳۳/۱۳) ۔

* تاج ۔ ** ابن فارس۔ ***تاج و راغب و محیط ۔

ث ر ی (ث ر و)

اَلثَّرٰی ۔ نمی ۔ نم آلود مٹی ۔ یعنے وہ مٹی جو گیلی ہو گئی ہو لیکن گارا نہ بنی ہو۔ زمین کی اوپر کی سطح خشک ہوتی ہے اور اس کے نیچے نم آلود ۔ اس سطح کو ثریٰ کہتے ہیں ۔ مَاتَحْتَ الثَّرٰی (۲۰/۶) ۔ ''جو کچھ ثریٰ کے نیچے ہے،، ۔ ثَرِیَتِ الْاَرْضُ ۔ زمین نم آلود ہو گئی ۔ چونکہ زمین کی نمی کھیتی کیلئے نہایت ضروری ہے اسلئے فُلَانٌ قَرِیْبُ الثَّرٰی کے معنے ہیں ایسا آدمی جو آسانی سے خیر و برکت عطا کر دے۔ حقیقی ثروت زمین کی نمی کے ساتھ وابستہ ہے جو رزق کا سر چشمہ ہے ۔ اَنَا ثَرِیٌّ بِہٖ ۔ میں اس سے خوش ہوں* ۔

ث ع ب

ثَعَبَ الْمَاءَ ۔ پانی بہایا ۔ فَانْثَعَبَ ۔ چنانچہ پانی بہہ نکلا ۔ مَاءٌ اُثْعُبَانٌ ۔ بہنے والا پانی ۔ مَثَاعِبُ الْمَدِیْنَۃِ ۔ شہر کی پانی بہنے کی جگہیں ۔ الثُّعْبَانُ ۔ سانپ (موٹا لمبا اور نر سانپ) ۔ چونکہ سانپ زمین پر اسطرح چلتا ہے جیسے پانی کی نالی بہہ رہی ہو اسلئے اسے ثُعْبَانٌ کہتے ہیں* ۔ اَلْاُثْعُبَانُ ۔ بھاری بھر کم سفید اور حسین چہرہ* ۔

ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی درازی اور پھیلنے کے ہوتے ہیں ۔ (پانی وغیرہ میں)۔

قرآن کریم میں قصہ حضرت موسٰےؑ کے سلسلہ میں کہا گیا ہے فَاَلْقٰی عَصَاہُ فَاِذَا ھِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ... (۷/۱۰۷) ۔ اس کے لغوی معنی ہیں ''تب اس نے اپنا عصا ڈالا تو وہ صریح سانپ (اژدھا) تھا،، ۔ اس کے مجازی مفہوم کے لئے عنوان (ع ۔ ص ۔ و) میں لفظ عصا دیکھئے ۔

ث ق ب

الثَّقْبُ ۔ سوراخ ۔ آر پار شگاف ۔ ثَقَبَہٗ ۔ یَثْقُبُہٗ ۔ اسنے اسمیں سوراخ کر دیا ۔ فَانْثَقَبَ ۔ اسمیں سوراخ ہو گیا ۔ اَلْمِثْقَبُ ۔ سوراخ کرنے کا آلہ ۔ ثَقَبَتِ النَّارُ ۔ آگ بھڑک اٹھی۔ ثَقَبَ الْکَوْکَبُ ستارہ چمکا ۔ شِہَابٌ ثَاقِبٌ ۔ روشن ستارہ ۔ گویا وہ تاریکی کی چادر میں سوراخ کر کے باہر نکل آتا ہے، یا اسکی کرنیں فضا کی تاریکی میں چھید کرتی جاتی ہیں ۔

*تاج ۔ **محیط ۔

اَلثَّقِیْبُ ۔ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو بہت دودھیاری ہو۔ جسکے دودھ کی دھاریں چھید کرتی جائیں* ۔ قرآن کریم میں شِهَابٌ ثَاقِبٌ (۳۷/۱۰)۔ اور اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ (۸۶/۳) آیا ہے ۔

ث ق ف

اَلثَّقْفُ ۔ کے بنیادی معنے ہیں کسی چیز کے بھانپ لینے اور پا لینے میں مہارت اور کسی کام کے کرنے میں حذاقت۔ ثَقِفْتُ كَذَا ۔ میں نے کسی چیز کو مہارت نظر کے ذریعہ تاڑ لیا۔ اسکے بعد یہ لفظ محض پا لینے کے مفہوم میں استعمال ہونے لگا خواہ اسکے ساتھ نگاہ کی مہارت شامل ہو یا نہو** ۔ صاحب محیط نے لکھا ہے کہ اس کے معنی غلبہ پا لینے کے بھی ہیں ۔ قرآن کریم میں ہے اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً (۶۰/۲)۔ ''اگر وہ تم پر غلبہ پالینگے تو تمہارے دشمن ہوجائیں گے'' ۔ یا وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ (۲/۱۹۱) ''جہاں تم انہیں بھانپ لو اور غلبہ پا لو انہیں قتل کر دو'' ۔

اَلثِّقَافُ کے معنے باہم جھگڑنے اور تلواریں چلانے کے ہیں ۔ نیز وہ آلہ جس سے نیزوں کو سیدھا کیا جاتا ہے*** ۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کسی ٹیڑھی چیز کو سیدھا کرنے کے ہوتے ہیں ۔ چنانچہ ثَقَّفْتُ الْقَنَاةَ کے معنی ہیں میں نے نیزہ کے خم کو سیدھا کر دیا۔ اس اعتبار سے اَلثَّقَافَةُ میں جہاں نگاہ کی تیزی ۔ ذہانت ۔ اور حذاقت کا مفہوم ہے وہاں اس میں تلوار چلانے اور نیزہ کے خم کو سیدھا کر دینے کا مفہوم بھی ہے* ۔ قوموں کی اولین ثَقَافَت شمشیر وسنان ہوتی ہے اور آخرالامر اس سے مفہوم شعر گوئی اور افسانہ طرازی رہ جاتا ہے۔ ایک زندہ قوم کی ثقافت، نگاہ کی تیزی اور شمشیر کی خارہ شگافی (دونوں) کا مجموعہ ہوتی ہے ۔

ث ق ل

اَلثِّقَلُ ۔ خِفَّةٌ کی ضد ہے ۔ بھاری اور بوجھل ہونا ۔ راغب نے کہا ہے کہ یہ دونوں مقابل کے الفاظ ہیں ۔ جب تم کسی چیز کا کسی دوسری چیز کے ساتھ وزن یا اندازہ کر رہے ہو تو جو چیز بھاری ہو اسے ثَقِيْلٌ کہتے ہیں اور جو ہلکی ہو اسے خَفِيْفٌ ۔ ثَقِيْلٌ کی جمع ثِقَالٌ آتی ہے*** ۔

*تاج و محیط و راغب ۔ **راغب ۔ ***تاج ۔

عظیم الشان وزنی بات ۔ قَوْلًا ثَقِیْلًا (۵/۷۳) ۔ ثَقَلَیْنِ ۔ دو عظیم القدر چیزیں ۔ یا جماعتیں ۔ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ (۳۱/۵۵) ۔ صاحب محیط نے کہا ہے کہ اس سے مراد عرب و عجم ہیں کیونکہ دونوں صفحہ ارض پر ثقل ہیں** ۔

اَثْقَال (ثِقْل کی جمع ہے) وزن ۔ بوجھ ۔ اعمال کے نتائج ۔ (۱۳/۲۹) ۔ سورۃ زلزال میں ہے وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا (۲/۹۹) ۔ ''زمین اپنے اثقال کو اوپر لے آئیگی ۔ باہر نکال دیگی،، ۔ اس سے مراد زمین کے چھپے ہوئے خزائن و دفائن (معدنیات وغیرہ) بھی ہیں اور بڑے بڑے لوگ بھی ۔ مِثْقَال ۔ ہر وہ چیز جس سے کسی چیز کا وزن کیا جائے ۔ چنانچہ ہر باٹ کو مثقال کہہ سکتے ہیں* (۴/۴۰) ۔

ثَقُلَ ۔ بھاری ہونا* ۔ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۷/۱۸۷) ۔ ''وہ ارض و سماء میں بھاری ہے،، ۔ اَثْقَلَتِ الْمَرْاَةُ وَثَقُلَتْ ۔ عورت کا حمل ظاہر ہو گیا* ۔ (۷/۱۸۹) ۔ اِثَّاقَلَ ۔ بوجھل ہو کر (زمین کی طرف) جھک جانا ۔ سست ہو جانا ۔ دیر لگا دینا** ۔ (۹/۳۸) ۔

مُثْقَل ۔ بوجھ سے دبا ہوا* (۵۲/۴۰) ۔ مُثْقَلَةٌ (۳۵/۱۸) ۔

سورۃ توبہ میں ہے ۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (۹/۴۱) ۔ جب تمہیں جہاد کیلئے بلایا جائے تو تم چاہے فراخی کی حالت میں ہو یا تنگی کی حالت میں ہر حال میں جہاد کیلئے چل کھڑے ہو ۔ تاج العروس نے جوان اور بوڑھے بھی کہا ہے* ۔ نیز اس کے معنے چست اور سست بھی ہو سکتے ہیں اور سامانِ حرب سے ادھوری یا پوری طرح لیس ہونے والے بھی ۔

ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُه ، کے لئے دیکھئے عنوان (خ ۔ ف ۔ ف) ۔

ث ل ث

اَلثُّلُثُ ۔ اَلثُّلْثُ ۔ ایک تہائی حصہ (۱/۳ حصہ) فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ (۴/۱۱) ۔ '' تو اسکی ماں کے لئے ایک تہائی حصہ ہے ''۔ اَلثُّلُثَانِ ۔ دو تہائی ۔ ثَلَّثَ ۔ گھوڑے کا دوڑ میں مُصَلِّی کے بعد تیسرے نمبر پر آنا ۔ (مُصَلِّی وہ ہوتا ہے جو پہلے نمبر سے متصل دوسرے نمبر پر آئے) ۔ اَلثَّلَاثَةُ ۔ تین کا عدد ، مذکر (ثَلَاثٌ مؤنث) ۔ قرآن کریم میں ہے ۔ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ (۲/۱۹۶) ۔ ''تین دن کے روزے (بطور فدیہ)،، ۔

ثُلٰثَ ۔ تین تین ۔ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ (۴/۳) ''دو دو ۔ تین تین ۔ چار چار،، ۔ اَلثَّلَاثِیْنَ وَالثَّلَاثُوْنَ ۔ تیس (۳۰) ۔

*تاج ۔ **محیط ۔

ث ل ل

اَلثَّلَّةُ ۔ بہت سی بھیڑیں یا بکریاں ۔ اصل میں اون کے ڈھیر کو کہتے ھیں ۔ چونکہ بھیڑ بکریوں پر اون ھوتی ھے اسلئے ان کے ریوڑ کیلئے بھی یہی لفظ بولا جاتا ھے ۔ حَبْلٌ ثَلَّةٍ ۔ اون کی رسّی ۔ الثَّلَّةُ ۔ آدمیوں کی جماعت* ۔ قرآن کریم میں ھے ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ (۵۶/۱۳) ۔ ''پہلوں میں سے ایک بہت بڑی جماعت،، ۔

ثَلَّ الدَّارَ ۔ گھر کی دیوار کی بنیاد میں سے مٹی نکال لینا اور پھر اسے دھکا دیکر گرا دینا ۔ بَيْتٌ مَثْلُوْلٌ ۔ منہدم مکان کو کہتے ھیں ۔ الثَّلَّةُ ۔ ھلاکت* ۔ یعنی ڈھیر ھو کر رہ جانا ۔

ث م د

الثَّمْدُ ۔ الثَّمَدُ ۔ الثِّمَادُ ۔ تھوڑا سا پانی جو کہیں جمع ھو جائے اور جسکا کوئی چشمہ نہو ۔ مثلاً بارش کا پانی ۔ اَثْمَدَ الماءَ : بارش کے پانی کو گڑھوں وغیرہ میں محفوظ کیا ۔**

اَلثَّامِدُ کے معنے ہیں چوپایہ یا انسان کا بچہ جو تھوڑا تھوڑا کھانا شروع کردے ۔ یہ اس کی ابتدائی عمر ہوتی ہے ۔

ثَمُوْدُ ۔ محققین علم الاقوام نے دنیا کی قوموں کو تین بڑی بڑی شاخوں میں تقسیم کیا ھے (۱) آریائی (۲) منگولی (۳) سامی ۔ سامی اقوام میں عرب، آرامی، عبرانی، سریانی، کلدانی وغیرہ شامل ھیں ۔ قرآن نے جن اقوام اور انبیائے کرام؏ کا ذکر کیا ھے وہ سامی اقوام سے متعلق ھیں ۔ تورات کے بیان کے مطابق سام، حضرت نوح؏ کے ایک بیٹے کا نام تھا ۔ ان کی اولاد سامی کہلاتی ھے ۔ دور حاضرہ کی تحقیق کے مطابق اسم سامیہ کا اولین وطن عرب تھا جہاں سے نکل کر وہ بابل، شام، مصر وغیرہ تک پھیل گئیں ۔ ان میں سے جنہوں نے اندرون عرب میں حکومتیں قائم کیں ان میں سب سے مشہور قبیلہ ثمود کا تھا ۔ ثَمْدٌ کے لغوی معنی کے پیش نظر، بعض کا خیال ھے کہ ان کا نام ثَمُوْدُ اس لئے تھا کہ ان کے علاقہ میں پانی کی قلت تھی اور یہ بارش کے پانی پر گزارہ کیا کرتے تھے*** ۔ یہ قوم عرب کے شمال مغربی علاقہ پر حکمران تھی جسے وادئی قریٰ کہتے تھے ۔ حجر ان کا دارالحکومت تھا جو اس قدیم

*تاج ۔ راغب ۔ محیط ۔ **تاج ۔ ***راغب و محیط ۔

راستے پر واقع تھا جو حجاز سے شام کیطرف جاتا ہے ۔ وادیٔ قریٰ کے گرد و پیش کا علاقہ بڑا سر سبز ہے لیکن آتش فشاں مادہ سے لبریز ۔ یہ قوم میدانوں میں وسیع و رفیع محلات تعمیر کرتی اور پہاڑوں کے گوشوں میں مستحکم قلعے بناتی تھی جو فن سنگ تراشی کے نمونے تھے (۷/۷۴ ؛ ۱۵/۸۲) ۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس کے ساتھ ہی اس کے لئے سامان رزق زمین کے دستر خوان پر بافراط بچھا دیا تاکہ ہر ایک اپنی اپنی ضرورت کے مطابق لے لے ۔ لیکن مستبد قوتیں رزق کے سر چشموں کو اپنی ملکیت بنا لیتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کمزور انسان بھوکے مر جاتے ہیں ۔ حضرات انبیائے کرام کی بعثت کا مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ وہ رزق کے چشموں کو مستبد قوتوں کے ہاتھوں سے چھڑا کر نوع انسانی کے لئے عام کر دیں ۔

قدیم زمانہ (اور آج بھی صحرا نورد اور بادیہ پیما اقوام) میں پانی کے چشمے اور چراگاہیں رزق کے اولیں ذرائع ہوتے ہیں ۔ قوم ثمود کے ہاں بھی یہی حالت تھی ۔ سرداران قوم نے پانی کے چشموں کو اپنے قبضے میں لے رکھا تھا اور کمزور انسان انکے دست نگر تھے ۔ معاشرہ کے اس فساد کو مٹانے کے لئے ان میں حضرت صالح ؑ مبعوث ہوئے (۷/۷۳) جنہوں نے ان سے کہا کہ وہ ملک میں اس قسم کی ناہمواریاں (فساد) پیدا نہ کریں (۷/۷۴) ۔ کمزور طبقے نے حضرت صالح ؑ کا ساتھ دیا لیکن دولت مند طبقہ نے ان کی سخت مخالفت کی (۷/۷۵) ۔ اور آپ کی دعوت کے جواب میں کہا کہ ہمارے ہاں جو مسلک ہمارے اسلاف سے چلا آرہا ہے ہم اس میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہونے دیں گے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صالح ؑ کی پوزیشن مستحکم تھی اس لئے انہوں (سرداروں) نے آپ سے معاہدہ کر لیا کہ پانی کے چشموں پر جانوروں کی باریاں مقرر کر دی جائیں اور امیروں اور غریبوں (سب) کے جانور اپنی اپنی باری پر پانی پی لیا کریں ۔ حضرت صالح ؑ نے کہا کہ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ تم اپنے معاہدہ پر قائم رہتے ہو یا نہیں میں اپنی اونٹنی چھوڑتا ہوں ۔ اگر تم نے اسے اسکی باری پر پانی پی لینے دیا تو سمجھا جائیگا کہ تم اپنی بات کے پکے ہو (۲۶/۱۵۵) ۔ لیکن ان مفسدین نے اس اونٹنی کو مار ڈالا اور اسطرح اپنی بات سے پھر گئے (۷/۷۷) ۔ یہ اونٹنی گویا خدا کے قانون کی محسوس علامت تھی ۔ اس لئے اسے نَاقَةُ اللهِ اور آيَةً (۷/۷۳) کہا گیا ہے ۔ وہ لوگ عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ ایک رات آتش فشاں پہاڑوں میں دھماکا ہوا ۔ ایک چیخ ۔

ایک گرج ۔ ایک کڑک کی آواز فضا میں گونجی اور قوم ثمود کی بستیاں راکھ کا ڈھیر ہو گئیں ($\frac{۷}{۷۸}$)۔

[اس قوم کی فساد انگیز روش زندگی اور اس حادثہ میں باہمی تعلق کیا تھا ۔ اس کے متعلق میری کتاب '' جوئے نور '' میں (حضرت نوح کے تذکرہ کے ضمن میں) تفصیل ملیگی]

ث م ر

ثَمَرٌ ۔ درخت کے پھل ۔ ہر قسم کا مال ۔ سونا چاندی ۔ سب کو ثَمَرٌ کہتے ہیں ۔ اَلثَّمْرَۃُ خود درخت کو بھی کہتے ہیں ۔ اور اولاد کو بھی ۔ مَالٌ ثَمَرٌ ۔ کثیر مال ، (جو بہت جلد بڑھ جائے) ۔ ثَمَّرَ النَّبَاتُ کے معنے ہیں پودے نے پھول جھاڑا اور اسکی جگہ پھل نمودار ہوا ۔ ابن فارس نے اس مادہ کی اصل وہ چیز بتائی ہے جو مجتمع شکل میں کسی دوسری چیز سے پیدا ہو ، پھر استعارۃً دوسری چیزوں کو بھی کہدیا جاتا ہے ۔

قرآن کریم میں یہ لفظ مال و دولت کیلئے بھی آیا ہے ۔ (کَانَ لَہٗ ثَمَرٌ $\frac{۱۸}{۳۴}$) ۔ شہد کی مکھی کیلئے کہا گیا ہے کہ وہ تمام ثَمَرَاتٌ سے رس چوستی ہے ($\frac{۱۶}{۶۹}$) ۔ راغب نے لکھا ہے کہ ثَمَرٌ درخت کے تمام ان اجزاء پر حاوی ہے جنکو کھایا اور چکھا جاسکے ۔ اس لئے ثَمَرَات میں پھلوں کے علاوہ پھولوں وغیرہ کے بھی وہ اجزاء شامل ہیں جنہیں کھایا یا چکھا جاسکے ۔

ثَمَّ

ثَمَّ* ۔ یہ ظرف مکان ہے ۔ اوران معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن معنوں میں انگریزی میں (There) استعمال ہوتا ہے ۔ یعنے وہاں** ۔ سورۃ بقرۃ میں ہے ۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ[ل] ($\frac{۲}{۱۱۵}$) '' تم جسطرف بھی اپنا رخ کروگے وہاں اس راستہ کو اپنے سامنے پاؤگے جو تمہیں خدا کی مقرر کردہ منزل کی طرف لیجائے '' ۔ قانون خداوندی زندگی کے ہر گوشے میں مل جائیگا (دیکھئے عنوان و ۔ج ۔ہ) ۔ سورۃ شعراء میں ہے وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ($\frac{۲۶}{۶۴}$) ۔ '' ہم دوسروں کو بھی وہیں قریب لے آئے '' ۔ سورۃ الدھر میں ہے اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا ($\frac{۲۰}{۷۶}$) '' جب تو وہاں دیکھیگا (یا ادھر دیکھیگا) تو نعمتیں نظر آئینگی '' ۔ سورۃ تکویر میں ہے '' مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ($\frac{۸۱}{۲۱}$) '' وہ مطاع بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی امین بھی ۔''

---

* (تاج) ۔ ** تاج و لین ۔ ل ۔ اس آیت میں وجہُ اللّٰہ کے معنی ذاتِ خداوندی بھی ہو سکتے ہیں ۔ لیکن ذاتِ خداوندی ہمارے سامنے اس کی آیات کی رُو سے ہی آتی ہے ۔ آیات اللہ میں قانونِ خداوندی کی حیثیت بنیادی ہے ۔

(ثمّ ۔ فعل بھی ھوتا ہے جسکے مختلف معانی ھیں ۔ مثلاً درست کردینا ۔ پاؤں سے روندنا ۔ جمع کرنا وغیرہ ۔)

ثُمَّ (حرف)

ثُمَّ ۔ عام طور پر یہ اس مقام پر آتا ہے جہاں کوئی ترتیب بیان کرنا مقصود ھو۔ جیسے ھم کہتے ھیں کہ پہلے اس نے کھانا کھایا پھر پانی پیا ۔ سورۃ مومنون میں ہے ۔ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۔ (۲۳/۴۲) ”پھر ھم نے ان کے بعد ایک اور نسل پیدا کی“ ۔

(۲) لیکن ضروری نہیں کہ ثُمَّ ھر جگہ ترتیب کے معنی ھی میں استعمال ھو۔ یہ وَ (اور) کے معنوں میں بھی استعمال ھوتا ہے ۔ مثلاً سورۃ یونس میں ہے ۔ ثُمَّ اللّٰہُ شَھِیْدٌ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ (۱۰/۴۶)۔ ”اور اللہ اس پر گواہ ہے جو یہ کرتے ھیں“ ۔ اسکی ایک اور بیّن مثال یہ ہے کہ سورۃ بقرہ میں ہے ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰیٓ اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ (۲/۲۹)۔ ”اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے ۔ (ثُمَّ) اور وہ آسمانوں کی طرف متوجہ ھوا ۔ اور انہیں متعدد کُرّوں میں درست کیا“ ۔ اگر یہاں ثُمَّ کے معنی ”پھر“ کئے جائیں تو مطلب یہ ھوگا کہ ترتیب کے لحاظ سے پہلے زمین کو بنایا اور پھر آسمانی کروں کو ۔ لیکن سورۃ نازعات میں پہلے آسمانی کُرّوں کے متعلق ہے ۔ رَفَعَ سَمْکَھَا فَسَوّٰھَا ۔ ”اس نے آسمان کی بلندی کو اونچا کیا اور اسے ٹھیک بنایا“ ۔ اس کے بعد ہے۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰھَا (۷۹/۳۰) ”اور زمین کو اس کے بعد پھینکا“ ۔ اس سے معلوم ھوا کہ پہلے آسمانی کروں کو مرتب کیا ۔ پھر زمین کو دور پھینکا ۔ (اسکی تائید کہ ان کُرّوں کو چھینٹوں کی طرح اڑایا (۲۱/۳۰) سے بھی ھوتی ہے) ۔ اس سے ظاھر ہے کہ (۲/۲۹) میں ثُمَّ ، ترتیب کے لئے نہیں آیا ۔ لہذا اس کے معنی ھر مقام پر ترتیب کے نہیں لئے جائینگے ۔ کہیں وَ (اور) کے بھی لئے جائینگے ۔

نیز کہیں یہ زائد ھوتا ہے ۔ مثلاً سورۃ توبہ میں ہے حَتّٰیٓ اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ ...... ثُمَّ تَابَ عَلَیْھِمْ (۹/۱۱۸) ۔ ”یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود اپنی وسعت کے تنگ ھو گئی ۔ اور وہ خود اپنے آپ سے تنگ آ گئے ۔ اور انہیں یقین ھو گیا کہ اللہ کی سزا سے اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں ۔ تو اللہ انکی طرف متوجہ ھوا“ ۔ یہاں ثُمَّ کچھ معنی نہیں دیتا ۔ اسے زائد کہتے ھیں ۔ (”زائد“ کے متعلق کتاب کا پیش لفظ دیکھئے) ۔

ثُمَّ کے ایک معنی ”اس پر بھی، اس کے باوجود بھی“ ہوتے ہیں مثلاً یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَھَا (۱۶/۸۳)۔

ث م ن

ثَمَنُ الشَّیْءِ ۔ وہ کچھ جسے ادا کرنے کے بعد چیز کی ملکیت حاصل ھوجائے ۔ عام طور پر ثَمَنٌ کسی چیز کی اس قیمت کو کہتے ھیں جسپر خریدار اور فروخت کرنے والا باھم راضی ھوجائیں ۔ اور ''قیمت،، اس معاوضہ کو کہتے ھیں جو اس چیز کے فی الواقعہ برابر ھو ۔ مَتَاعٌ ثَمِیْنٌ ۔ قیمتی سامان* ۔

قرآن کریم میں ہے ۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیَاتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا (۲/۴۱) ''میری آیات کو تھوڑی سی قیمت کے عوض مت بیچو،، ۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ انہیں زیادہ قیمت پر بیچو ۔ کم قیمت پر مت بیچو ۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقی قیمت وھی ہے جو ان پر عمل پیرا ھونے سے ان کے نتائج کی صورت میں ملتی ہے ۔ اس کے علاوہ جو قیمت بھی ھوگی وہ ثمن قلیل ھوگی ۔ دین کو ذاتی اغراض و مصالح کے حصول کا ذریعہ بنانا بدترین جرم ہے ۔ مذھبی پیشوائیت کا مدار ھی اس پر ہے ۔ چنانچہ قرآن، شیطان کی زبان سے کہلواتا ہے کہ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا (۴/۱۱۸) ''میں ضرور تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لونگا،، ۔ اسی کو وہ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا کہکر پکارتا ہے (۱۰/۶۹) ۔ یعنی انسان کی طبعی زندگی کے مفاد و متاع جس میں اس کی مستقبل کی زندگی کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا ۔ یہ متاع بہر حال قلیل ھوتی ہے (۴/۷۷) خواہ اسکی مقدار کتنی ھی زیادہ کیوں نہ ھو ۔ اس لئے کہ جس متاع سے انسانی ذات کی نشو و نما نہ ھو وہ میزانِ انسانیت میں کچھ وزن نہیں رکھتی ۔ مذھبی پیشوائیت کا باھمی گٹھ جوڑ اسی متاع کے لئے ھوتا ہے ۔ (۲۹/۲۵) ۔ اسی لئے پیشوائیت اور اسلام متضاد تصور ھیں ۔

ثَمَانِیَةٌ ۔ آٹھ (مذکر کے لئے) ۔ ثَمَانِیَةَ اَیَّامٍ (۶۹/۷) ۔ ''آٹھ دن،، ۔

ثَمَانٍ یا ثَمَانِیْ ۔ آٹھ (مؤنث کے لئے) ۔ ثَمَانِیَ حِجَجٍ (۲۸/۲۷) ۔ ''آٹھ سال،، ۔

ثَمَانُوْنَ ۔ ثَمَانِیْنَ ۔ اسی ۔ ثَمَانِیْنَ جَلْدَۃً (۲۴/۴) ۔ ''اسی کوڑے،، ۔

اَلثُّمْنُ ۔ اَلثُّمُنُ ۔ اَلثَّمِیْنُ ۔ کسی چیز کا آٹھواں حصہ ۔

فَلَھُنَّ الثُّمُنُ (۴/۱۲) ۔ ''ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے،، ۔

*تاج و محیط ۔

مرزا ابوالفضل نے (غریب القرآن میں) سر سید احمد خاں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ لفظ کبھی محض فصاحت کلام کیلئے بھی بولا جاتا ہے جسمیں اسکے معنے غیر متناھی کے ہوتے ہیں - یعنی بہت سے)-

ثمود

دیکھئے عنوان (ث - م - د) -

ث ن ی

ثَنَاهُ - ثَنْیاً - کسی چیز کو دھرا کرنا یا تہہ کرنا (جیسے کپڑا)- یا کسی چیز کو موڑ کر دھرا کرنا (جیسے درخت کی شاخ کو موڑ کر دھرا کر دیا جائے) -

ثَنَی الشَّیْئَ - چیز کو موڑ دیا یا لپیٹ دیا - تَثَنَّی - چیز مڑ گئی - ثِنْیُ الْحَیَّةِ - سانپ کا بل کھانا - اَلثِّنْیُ مِنَ الْوَادِیْ - وادی کا موڑ - اس کی جمع اَلْمَثَانِیْ مِنَ الْوَادِیْ ہے - اَلْمَثَانِیْ مِنَ الدَّابَّةِ - چوپایہ کے گھٹنے اور کہنیاں جو مڑ کر دھری ہو جاتی ہیں* - ثِنَاءٌ - اس رسی کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کا گھٹنا موڑ کر اس کی ران سے باندھا جاتا ہے** - ثِنْیٌ - وہ چیز جسے دھرایا جائے، یکے بعد دیگرے بار بار کیا جائے* - اَلْاِثْنَانِ - دو - ایک کا دگنا* - مؤنث اِثْنَتَانِ ، اِثْنَتَیْنِ. فَوْقَ اثْنَتَیْنِ (۴/۱۱) - ''دو سے زیادہ'' (عورتیں) -

اَثْنَاءُ الْکَلَامِ - وسط کلام، - فِیْ اَثْنَاءِ ذَالِکَ - اس درمیان میں -

اِسْتِثْنَاءٌ - کسی کو مستثنیٰ کرنا* - الگ نکال کر رکھ دینا - چنانچہ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی (۱) ایک کام کو دوبارہ (مکرر) کرنا اور (۲) ایک چیز کی دو الگ الگ چیزیں بنا دینا ہیں -

قرآن کریم میں منافقین کے متعلق ہے اَلَا اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ (۱۱/۵) - '' وہ اپنے سینے کو دھرا کئے ہوتے ہیں'' - ایسے تہہ کر لیتے ہیں کہ اوپر کچھ اور دکھائی دے اور نیچے کچھ اور ہو - (Dual Personality) - سورۃ حج میں کتاب اللہ سے اعراض برتنے والے اور گریز کی راہیں نکالنے والے کے متعلق کہا گیا ہے ثَانِیَ عِطْفِهٖ (۲۲/۹) - '' وہ

*تاج - **لین - ***محیط -

اپنی گردن موڑ کر چل دیتا ہے۔ اعراض برتتا ہے'' سورۃ القلم میں ہے کہ تباہ ہونے والے سرمایہ پرست لَا يَسْتَثْنُونَ (۶۸/۱۸)۔ ''دوسروں کا حق نکال کر الگ نہیں رکھتے تھے'' یعنی سب کا سب اپنے لئے رکھ لیں گے۔ اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑیں گے۔

سورۃ الحجر میں نبی اکرمؐ سے کہا گیا ہے کہ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (۱۵/۸۷)۔ ''ہم نے تجھے سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي اور اَلْقُرْآنَ الْعَظِيمَ عطا کیا''۔ اَلْقُرْآنَ الْعَظِيمَ خدا کے مقرر کردہ بنیادی اصول ہیں جن کے مطابق اعمال اپنا اپنا نتیجہ مرتب کرتے ہیں (دیکھئے عنوان ع۔ظ۔م)۔ اور اَلْمَثَانِي وہ تاریخی حقائق ہیں جو اپنے آپ کو دہراتے رہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ ایک تو ان بنیادی اصولوں کو بیان کر دیا جن کی رو سے قوموں کو عروج و زوال حاصل ہوتا ہے (یعنی قرآن کریم) اور اس کی تائید میں وہ متعدد تاریخی شواہد بیان کر دئے جو ہر زمانہ میں بار بار سامنے آتے ہیں۔ قرآن کی ابدی صداقتوں کے پرکھنے کا ایک اہم طریق یہ بھی ہے کہ تاریخ میں دیکھا جائے کہ فلاں قوم نے جب وہ روش اختیار کی جسے قرآن حق کی روش قرار دیتا ہے تو اس کے نتائج کیا بر آمد ہوئے اور جس قوم نے باطل کی روش اختیار کی تو اس کے عواقب کیا ہوئے۔ (مزید تفصیل کیلئے مُحْكَمَاتٌ اور مُتَشَابِهَاتٌ کی بحث دیکھئے۔ عنوان (ح۔ک۔م) کے تحت)۔

سورۃ زمر میں قرآن کریم کے متعلق ہے كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ (۳۹/۲۳)۔ جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، مَثَانِيَ کے معنی ہیں وہ چیزیں جو ایک دوسرے کے سامنے آ جائیں۔ (جیسے چوپاؤں کے گھٹنے اور کہنیاں جو مڑ کر ایک دوسرے کے سامنے آ جاتی ہیں)۔ اور مُتَشَابِهًا کے معنے ہیں آپس میں ملتی جلتی۔ قرآن کی ساری تعلیم، یہاں سے وہاں تک، ایک دوسرے سے ملتی جلتی چلی جاتی ہے۔ اس میں کہیں تضاد نہیں۔ تخالف نہیں۔ لیکن اپنے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ وہ متضاد چیزوں کو آمنے سامنے لا کر بات صاف کر دیتا ہے۔ مثلاً ظُلُمَت کے مقابلہ میں نُور۔ حَيَات کے مقابلہ میں مَوْت۔ اِیْمَان کے مقابلہ میں کُفْر۔

یعنی متضاد چیزوں کو آمنے سامنے لا کر مطلب کی وضاحت کر دینا) لہذا قرآن مُتَشَابِه بھی ہے اور مَثَانِي بھی۔ ایسی کتاب جس کی ایک کڑی

دوسری کڑی سے ملتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جاتی ہے لیکن جس کے مطالب کو متضاد چیزوں کو آمنے سامنے لا کر واضح کیا گیا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے عنوان (ش۔ب۔ہ) اور (ح۔ک۔م)۔

مَثْنٰى۔ دو، دو (۴/۳) ۔ (نیز ۳/۳) اِثْنَتَا عَشَرَ (مذکر) اِثْنَتَا عَشْرَۃَ (مؤنث) (۱۰/۴) بارہ ۔ کِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ کاایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم پہلی کتابوں کے متشابہ ہے اور اصولاً ان کی تکرار۔

ث و ب

ثَابَ ۔ یَثُوْبُ ۔ ثَوْبًا ۔ چلے جانے کے بعد پھر واپس آ جانا ۔ ثَابَ جِسْمُهٗ ثَوَبَانًا وَاَثَابَ ۔ اسکا جسم بیماری کے بعد پھر اپنی اصلی حالت پر آنے لگا، اور اسطرح ضائع شدہ توانائی اور صحت پھر عود کر آئی* ۔ ثَابَ الْمَآءُ ۔ پانی نکالے جانے کے بعد پھر اتنا ہی آ گیا ۔ بحال ہو گیا** ۔ اَلثَّائِبُ مِنَ الْبَحْرِ ۔ جزر کے بعد سمندر کا بچ رہنے والا پانی ۔ بِئْرٌ ثَیِّبٌ ۔ وہ کنواں جسمیں دوبارہ پانی پلٹ آئے اور جمع ہو جائے* ۔ کتاب الاشتقاق میں ہے کہ ثَابَ یَثُوْبُ کے معنی رَجَعَ (واپس آ جانے) کے ہیں ۔ کُلُّ رَاجِعٍ ثَائِبٌ ۔ ہر واپس آنے والے کو ثائب کہا جاتا ہے ۔ ابن فارس نے بھی اس کے بنیادی معنی یہی لکھے ہیں ۔

مَثَابَةُ الْبِئْرِ ۔ جہاں تک کنویں کا پانی پہنچ رہا ہو ۔ اَلْمَثَابَةُ وہ مقام جہاں بار بار رجمع ہوا جائے ۔ مرجع ۔ مکان ۔ منزل ۔ ثَابَ النَّاسُ لوگ جمع ہو گئے* ۔

اَلثَّوْبُ ۔ کپڑے کو کہتے ہیں (غالباً اسلئے کہ اسکے بننے میں نال بار بار آتی اور جاتی ہے) اسکی جمع ثِیَابٌ ہے ۔ ثَوَّابٌ ۔ کپڑا بیچنے والا* ۔ عرب عام طور پر ثِیَابٌ کے لفظ سے انسان کی شخصیت مراد لیتے ہیں ۔ یعنی خود کپڑے پہننے والا ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں فُلَانٌ دَنِسُ الثِّیَابِ ۔ یعنی وہ شخص بڑی خبیث فطرت کا ہے ۔ اسکی شخصیت بڑی خراب ہے* ۔

اس اعتبار سے کہ خود ثَابَ کے معنے جمع ہونے کے ہیں ۔ اور اسلئے بھی کہ عربوں میں جب لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہوتا تو ایک آدمی کسی اونچی جگہ کھڑا ہوکر کپڑا ہلاتا ، تَثْوِیْبٌ کے معنے ہیں لوگوں کو آواز دیکر بلانا ، اکٹھا کرنا ۔ چنانچہ صبح کی نماز میں اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ پکارنے کو تَثْوِیْبٌ کہتے ہیں** ،

* تاج و محیط ۔ نیز ابن قتیبہ (القرطین ج/۲ صفحہ ۱۹۰) ۔ **تاج

ثَابَ یَثُوبُ۔ کے ان بنیادی معنوں کو سامنے لائیے (جن کا شروع میں ذکر آیا ہے) ۔ اس سے ثَوَابٌ کا صحیح مفہوم سمجھ میں آجائیگا۔ ثاب کے معنے ھیں جو چیز چلی جائے اسکا پھر سے واپس آجانا ۔ آپ جو کام بھی کرتے ھیں اسمیں آپکا کچھ نہ کچھ صرف ہوتا ہے ۔ اگر اور کچھ صرف نہ ھو تو بھی آپکے جسم کی توانائی ۔ وقت اور ذھن کی صلاحیتیں صرف ھوتی ھیں۔ اگر آپکا وہ کام بیکار ہے تو آپکی یہ سب توانائیاں (جو آپنے صرف کی ھیں) ضائع چلی جاتی ھیں ۔ لیکن اگر وہ کام نتیجہ خیز اور صلاحیت بخش ہے تو آپنے جو کچھ صرف کیا ہے وہ سب آپکو واپس مل جاتا ہے ۔ اس (Restoration) کا نام ثَوَابٌ ہے ۔ ظاھر ہے کہ یہ چیز محض ذھنی یا خیالی نہیں ھو سکتی کہ ثواب ھو اور آپ کو محسوس ھی نہ ھو کہ کچھ ھؤا ہے یا نہیں ۔ آپ جو کچھ صرف کرتے ھیں اسکا آپکو پورا پورا احساس ھوتا ہے (خواہ وہ وقت یا جسم یا ذھن کی توانائی ھی کیوں نہو) اسلئے جو کچھ آپکو واپس ملے (Restore ھو) اسکا بھی آپکو احساس ھونا چاھئے ۔ ورنہ آپکو معلوم کیسے ھو سکتا ہے کہ وہ کچھ واپس مل گیا ہے یا نہیں ۔ اسی لئے قرآن کریم نے جہاں ثَوَابَ الْاٰخِرَۃِ ($\frac{3}{147}$) کہا ہے ۔ یعنے وہ بازیابی (واپسی) جو انجام کار (یا بعد کی زندگی میں) ملے ، اسکے ساتھ ھی ثَوَابَ الدُّنْیَا ($\frac{3}{147}$) بھی کہا ہے ۔ یعنے اسی دنیا کی زندگی میں بازیابی ۔ نتیجہ خیزی ۔ اور اس خیال سے کہ کسی کو غلط فہمی نہ رہے کہ یہ ثَوَابٌ کس شکل میں ملیگا اسکی تفصیل میں بتا دیا کہ یہ ثواب، سرداری و سر بلندی کے نشانات، دبیز اور لطیف ریشمی ملبوسات اور سر فرازیوں کی نشست گاھیں ھیں ۔ ($\frac{18}{31}$) ۔ قرآن نے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا حتمی اور یقینی نتیجہ اِس دنیا کی حکومت اور سطوت بھی بتایا ہے ۔ ($\frac{24}{55}$) ۔ اس لئے ثَوَابٌ (نتائجِ اعمال) سب سے پہلے اسی دنیا میں سامنے آجانے چاھئیں ۔ اس کے بعد اُخروی زندگی میں بھی ۔ چونکہ زندگی کی یہ تمام آسائشیں اور خوشگواریاں اور انسانی صلاحیتوں کی نشو و نما اور ارتقاء ، اعمال صالحہ کا نتیجہ ھوتے ھیں، اس لئے ثَوَابٌ کے معنے اعمال کا نتیجہ بھی ھیں ۔ یعنے قانون مکافات کی رو سے اعمالِ انسانی کا نتیجہ مرتب ھونا ۔ عام طور پر اچھے نتائج کیلئے ھی اس لفظ کا استعمال ھوتا ہے، لیکن بعض اوقات غلط کاموں کے خراب نتائج کیلئے بھی اسکا استعمال ھوتا ہے، (مثلاً $\frac{3}{152}$ اور $\frac{83}{36}$ میں) ۔ یعنے انسان نے جو کچھ کیا ہے اسکا اسکی طرف لوٹ کر آجانا ۔ اس کی (Return) ۔ ھَلْ ثُوِّبَ الْکُفَّارُ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ($\frac{83}{36}$) ۔ ”کفار کے اعمال ھی نتیجہ بنکر انکی طرف لوٹ کر آجاتے

ھیں،،۔ قرآن کریم نے مکافات عمل کے ضمن میں یہ بڑا باریک نکتہ بیان کیا ہے کہ اعمال خود اپنی جزا آپ ھوتے ھیں۔ خود عمل کے اندر اسکا نتیجہ مضمر ھوتا ہے ۔ آپ صبح کے وقت سیر کیلئے جاتے ھیں ۔ دو تین میل کا چکر لگاتے ھیں ۔ اس سے آپکی طاقت خرچ ھوتی ہے ۔ وقت بھی صرف ھوتا ہے ۔ لیکن اس سے آپکو صحت و توانائی، شگفتگی اور بشاشت حاصل ھوتی ہے ۔ یہ صحت اور بشاشت کیا ہے ۔ آپکی سیر کا نتیجہ ہے ۔ یعنے آپکی سیر کا عمل خود اپنا آپ نتیجہ بن گیا ہے ۔ اسے ثَوَابٌ کہتے ھیں ۔ ثَوَابٌ کے اس مفہوم کے بعد آپ سمجھ سکتے ھیں کہ جس چیز کو اِیْصَالِ ثَوَاب کہتے ھیں وہ کسقدر غیر قرآنی تصور ہے ۔ کیا یہ کسی طرح بھی ممکن ہے کہ سیر تو آپ کریں اور اس سیر کا نتیجہ آپ میری طرف منتقل کر دیں ؟ یہ ناممکن ہے ۔ اگر آپ سیر کرتے ھیں تو آپ ھی کی صحت ٹھیک ھوگی ۔ اگر میں سیر نہیں کرتا تو آپکا سیر کرنا میرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ آپ ھزار چاھیں لیکن اس سیر کا نتیجہ (ثَوَابٌ) آپ کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں کر سکتے ۔ اس لئے آپکا کسی دوسرے کو ثواب پہنچانا ایک موھوم عقیدہ ہے جسکا حقیقت (قرآن) کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔ ھر شخص کو اس کے اپنے اعمال ھی کا نتیجہ ملتا ہے ۔ ھر عمل کا اثر انسان کی اپنی ذات پر ھوتا ہے اس لئے اس کے (کسی دوسرے کی طرف) منتقل کرنے کا سوال ھی پیدا نہیں ھوتا ۔

مَثُوْبَةٌ (۵/۲) بدلہ یا مکافات عمل کیلئے آیا ہے ۔

قرآن کریم میں نبی اکرمؐ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (۷۴/۴) ۔ ھم پہلے دیکھ چکے ھیں کہ ثِيَابٌ کے معنے انسانی شخصیت اور سیرت و کردار کے ھیں ۔ (چنانچہ خود قرآن میں دوسرے مقامات پر یہ لفظ انسانی شخصیت یا قلب و دماغ کیلئے استعمال ھوا ہے ۔ مثلاً (۱۱/۵ و ۷۱/۷) ۔ اسلئے اسکے معنے یہ بھی ھیں کہ اپنی سیرت و شخصیت کو پاکیزہ رکھو ۔ اور اگر تَثْرِيْبٌ کے مفہوم کو سامنے رکھا جائے تو اس کے معنے یہ ھونگے کہ اپنی دعوت کو ان لوگوں سے پاک اور صاف (یا دور دور) رکھو جو دل میں نفاق وغیرہ کی خباثتیں لئے ھوں ۔ لہذا اسمیں سیرت و شخصیت یا دعوت اور پکار کی پاکیزگی اور بلندی کا حکم ہے ۔ نہ کہ کپڑوں کو صاف رکھنے کا ۔ (ثَوَابٌ کے ایک اور مفہوم کیلئے لفظ سُدًی دیکھئے) ۔

ث و ر

اَلثَّوَرَانُ ۔ ھیجان کو کہتے ھیں۔ ثَارَ الشَّيْءُ ۔ اس چیز میں ھیجان پیدا ھوگیا ۔ ثَارَ الْغُبَارُ ۔ غبار اوپر کو اٹھا اور پھیل گیا۔ قَدْ ثَارَتْ ثَائِرَةٌ

وہ شخص غضبناک ہو گیا ۔ آثَارَۃٌ و ثَوَّرَہٗ و اسْتَثَارَہٗ ۔ اسنے اسے بھڑکا دیا ۔ برانگیختہ کر دیا ۔ آثَارَ الْاَرْضَ ۔ زمین میں ہل چلا کر اسکی مٹی کو الٹ پلٹ دیا* ۔ سورۃ عادیات میں ہے فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا (۱۰۰/۴) ۔ ''وہ گھوڑے اپنے سموں کو زمین پر مار کر گرد اڑاتے ہیں'' ۔

سورۃ بقرہ میں ہے لَا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ (۲/۷۱) ۔ ''اس بیل کو ابھی ہل میں نہیں جوتا گیا'' ۔ سورۃ روم میں ہواؤں کے متعلق ہے فَتُثِیْرُ سَحَابًا (۳۰/۴۸) ۔ ''وہ بادلوں میں ہیجان پیدا کر کے انہیں اوپر اٹھاتی ہیں'' ۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی کسی چیز کے اوپر اٹھنے کے ہوتے ہیں ۔

ث و ی

ثَوَی الْمَکَانَ ۔ کسی جگہ دیر تک ٹھہرا ، وہاں مستقل اقامت کے لئے اترا ، ۔ اَلْمَثْوٰی ۔ اقامت گاہ ۔ قرار گاہ ۔ وہ جگہ جہاں مستقل طور پر رہا جائے ۔ منزل ۔ اَبُوْ مَثْوٰی ۔ مہمان ، میزبان ، صاحب خانہ ۔ اَلثَّوِیُّ ۔ مہمان ۔ نیز وہ کمرہ جسے مہمان کیلئے تیار کیا جائے ۔ اَثْوَاہٗ ۔ اسکی مہمانی کی ، اَلثَّوَّۃُ ۔ گھر کے ارد گرد اونٹوں کے آرام کرنے کی جگہ (نیز دیکھئے عنوان ا ۔ و ۔ ی) ۔ اسے اَلثَّوِیَّۃُ بھی کہتے ہیں** ۔ سورۃ قصص میں ہے وَمَا کُنْتَ ثَاوِیًا فِیْ اَھْلِ مَدْیَنَ (۲۸/۴۵) ۔ '' تو اہل مدین میں قیام پذیر نہیں تھا'' ۔ سورۃ یوسف میں ہے ۔ اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ (۱۲/۲۱) ۔ ''اسے باعزت طریق سے رکھو'' ۔ اسے اپنے ہاں عزت کی جگہ دو ۔ اس مادہ میں مستقل اقامت اور مہمانی کا مفہوم یہ بتارہا ہے کہ عزیز مصر نے پہلے ہی حضرت یوسفؑ کو باعزت مہمان کی حیثیت دیدی تھی اور انہیں عام غلاموں کی طرح نہیں رکھا گیا تھا ۔ سورۃ آل عمران میں ہے بِئْسَ مَثْوَی الظّٰلِمِیْنَ (۳/۱۵۰) '' سرکشوں کی قرار گاہ (جہنم) کیا ہی بری ہے '' ۔

ث ی ب

اَلثَّیِّبُ ۔ اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی وجہ سے شوہر سے الگ ہوچکی ہو (خواہ بیوگی کی وجہ سے یا طلاق کی وجہ سے) * ۔ قرآن کریم میں ثَیِّبٰتٍ بمقابلہ اَبْکَارً آیا ہے ۔ اَبْکَارٌ کے معنے کنواری عورتوں کے ہیں ۔(۶۶/۵) ۔ بِئْرٌ ثَیِّبٌ ۔ وہ کنواں جس کا پانی ختم ہوجانے کے بعد اس میں دوبارہ پانی آجائے ۔

ثَیَّبَتِ الْمَرْاَۃُ و تَثَیَّبَتْ ۔ عورت بیوہ ہو گئی* ۔

---

*تاج ۔ ** تاج و راغب ۔ نیز لطائف اللغۃ ۔